آئی ٹی کارنر

میرا مستقبل

تحریر : ڈاکٹر سائرہ بانو

جنرل سیکریٹری کوآرڈی نیشن گروپ

شبیر اور ارشاد بہت اچھے دوست تھی۔ دونوں پڑوسی بھی تھے اور کلاس فیلو بھی۔ بچپن سے ساتھ رہ رہے تھی۔ ان کی دوستی مثالی تھی۔ دونوں دوستوں کی دوستی کی بنیاد سچائی اور ایمانداری کے علاوہ آپس کی محبت اور ہمدردی پر استوار تھی۔ شبیر کے ابو کا تعلق ایک اوسط درجے کے گھرانے سے تھا۔ وہ ایک فیکٹری میں معمولی کلرک تھی۔ شبیر کی امی ایک پرائیویٹ اسکول میں پڑھاتی تھیں۔ اس طرح اس کے دونوں ماں باپ مل کر گھر کی دال روٹی چلا رہے تھی۔

دوسری جانب ارشاد تھا جس کا تعلق ایک امیر و کبیر گھرانے سے تھا۔ اس کے ابو کی کئی فیکٹریاں تھیں۔ گاڑی تھی نوکر چاکر تھی۔ ارشاد کے بنگلے کے بالکل پیچھے Unauthorised جگہ پر شبیر کا گھر بنا ہوا تھا مگر ان دونوں گھرانوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی فرق نہیں نظر آتا تھا۔

ایک روز شبیر، ارشاد کے ساتھ گھومنے باغ میں گیا تو ارشاد نے محسوس کیا کہ شبیر بہت اداس ہے وہ بظاہر تو ارشاد کے ساتھ تھا مگر اس کا دماغ کہیں اور تھا۔ اس کے چہرے پر دکھ کے سائے صاف نظر آ رہے تھی۔ اس کو بجھا بجھا دیکھ کر ارشاد پریشان ہوگیا۔ وہ یہ کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ اس کا دوست پریشان ہو اور وہ اس کی مدد بھی نہ کرسکی۔ اس کا سبب بھی معلوم نہ کرسکی۔

’’ شبیر! کیا بات ہی؟ مجھے کچھ بتائو تو سہی... شاید میں تمہارے کسی کام آسکوں۔ تمہیں کوئی مشورہ دے سکوں...‘‘ ارشاد نے بڑی محبت سے اپنے دوست کا کندھا پکڑ لیا۔

’’ نہیں کوئی بات نہیں، بس ایسے ہی... شاید موسم کا اثر ہی...‘‘ شبیر نے ارشاد کو ٹالنے کی کوشش کی مگر ارشاد ٹلنے والا نہیں تھا۔ وہ جان چکا تھا کہ کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے جس نے اس کے دوست کو اس طرح اداس اور پریشان کر دیا ہی۔

’’گر مجھے اپنا دوست سمجھتے ہو تو مجھے بتائو کے تمہیں کیا دکھ ہی۔‘‘ ارشاد نے شبیر سے ضد کی۔

’’ کیا کرو گے جان کر؟‘‘ شبیر نے اداسی سے کہا۔‘‘ ہم غریبوں کی قسمت میں سکون اور خوشی کہاں؟’’

’’ ...کیا پیسوں کا مسئلہ ہی؟‘‘ ارشاد نے اپنی جیب سے بٹوا نکالتے ہوئے کہا۔ ’’بتائو’’

مگر شبیر نے درمیان میں ہی اس کا ہاتھ روک لیا اور کہا ’’ارشاد! آج تو ایسا کیا مگر آئندہ مت کرنا تم جانتے ہو کہ ہماری دوستی برابری کی بنیاد پر ہی۔ اس میں احترام اور خلوص ہے لیکن اگر تم نے مجھ پر ترس کھا کر میری مالی مدد کرنے کی کوشش کی تو ہماری دوستی میں دراڑ آسکتی ہی... ’’

’’ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔‘‘ ارشاد نے جلدی سے شبیر کا ہاتھ پکڑ لیا ’’میں تمہارے مزاج سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جانتا ہوں کہ تم ایک خوددار انسان ہو۔ اسی لئے تم نے میری طرف سے دی جانے والی کوئی مدد قبول نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب میں نے اپنے ابو سے کہہ کر تمہارے لئے اپنی فیکٹری میں اچھی ملازمت کا انتظام کرایا تو اس وقت بھی تم نے تمہارے ابو اور تمہاری امی نے شکریے کے ساتھ معذرت کر لی۔ اس دن کے بعد ہم دونوں نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم اپنی دوستی کے درمیان دولت کو کبھی نہیں آنے دیں گی۔‘‘

’’بس تو تم اس عہد پر قائم رہو۔‘‘ شبیر نے ارشاد سے کہا۔

”اور ہم نے ایک عہد اور بھی تو کیا تھا...“ ارشاد نے کہا ”وہ یہ کہ ہم ایک دوسرے سے اپنے دکھ اور مسائل نہیں چھپائیں گے بلکہ ایک دوسرے سے شیئر کریں گی۔“

”ہاں کیا تو تھا... مگر...“ کہتے کہتے شبیر ایک لمحے کو رکا۔ اس کے چہرے پر ہچکچاہٹ تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ فیصلے نہیں کرپا رہا ہے کہ اپنا راز ارشاد سے شیئر کرے یا نہیں۔

”کم آن یار... اپنے دوست اور بھائی کو نہیں بتائو گے تو اور کس کے ساتھ اپنا مسئلہ شیئر کرو گی؟“ ارشاد نے شبیر کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

”دراصل بات یہ ہے کہ اس بات سے پریشان ہوں کہ“ میرا مستقبل ”کیا ہوگا۔ میرے ابو بھی جاب کرتے ہیں اور امی بھی۔“ شبیر نے ہمت کر کے کہنا شروع کیا، ”یہ دونوں مل کر گھر کی گاڑی بھی چلا رہے ہیں اور مجھے پڑھا بھی رہے ہیں۔ وہ دونوں تو اپنی طرف سے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن میں... میں ان کے لئے کیا کر رہا ہوں؟ کچھ بھی نہیں... وہ میرے اچھے مستقبل کے لئے دن رات محنت بھی کرتے اور دعائیں بھی مانگتے ہیں مگر مجھے تو ہر طرف اندھیرا دکھائی دے رہا ہی۔ کسی بھی طرف امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ مجھے اپنے مستقبل کے لئے کچھ کرنا ہوگا... ابھی سے کوشش کرنی ہوگی تاکہ آنے والے وقت میں کسی اچھی لائن کا انتخاب کروں گا۔“

”واقعی بات تو فکر والی ہی۔“ ارشاد کے چہرے پر گہری سنجیدگی پھیل گئی ”مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ تم نے ابھی سے مستقبل کے لئے غور و فکر شروع کر دیا ہی۔ ایسا کرتے ہیں کہ ہم کسی کے پاس جاتے ہیں کسی ماہر سے مشورہ کرتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ ہمیں رہنمائی ملنی چاہئی۔“

”مگر ہم کس کے پاس جائیں؟ کس سے مشورہ کریں؟“ شبیر نے گویا خود سے سوال کیا۔

”ایسا کرتے ہین کہ حنیف کالیا انکل کے پاس چلتے ہیں...“ ارشاد نے کہا تو شبیر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوگئی۔ اس نے بڑے پر جوش انداز سے کہا۔ ”گڈ آئیڈیا... انکل حنیف ہمیں کوئی نہ کوئی اچھا مشورہ دے سکتے ہیں۔ ویسے بھی وہ نہ جانے کتنے لڑکوں کی راہ نمائی کرچکے ہیں۔ کیریئر گائیڈنس میں ان کا جواب نہیں ہی۔ انہوں نے پاکستان کی پہلی ویب پورٹل کیل پوائنٹ ڈاٹ کام بنائی ہے جو اس قدر زبردست ہے کہ بتا نہیں سکتا۔“

دوسرے ہی دن ارشاد اور شبیر میمن برادری کے بابائے انفارمیشن ٹیکنالوجی حنیف ایس کالیا کے پاس پہنچی، جنہوں نے ان دونوں کا بڑی محبت سے استقبال کیا اور ان کے ساتھ بڑی شفقت کا مظاہرہ کیا۔

”انکل! ہم آپ کے پاس کیریئر گائیڈنس کے لئے آئے ہیں۔“ شبیر نے اپنا مدعا بیان کیا تو حنیف کالیا نے اس کی تعلیم کے بارے میں پوچھا پھر اس کی دلچسپیوں اور دیگر مشاغل کے بارے میں دریافت کیا اور آخر اس کے لئے فیصلہ دیا: ”تم BCIT کرو پھر انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم حاصل کرو۔ کمپیوٹر سائنس اور انگلش لینگویج میں مہارت حاصل کرو۔ اس کے بعد MCIT کرو پھر دیکھنا تمہارے لئے اچھے عمدہ اور درخشاں مستقبل کے دروازے کھل جائیں گی۔“

”بہت بہت شکریہ انکل! آپ نے ہماری راہ نمائی کی۔ ہمیں مشورہ دیا اور ہماری منزل کا تعین کر دیا۔ اب اپنی اس منزل کو حاصل کرنے میں ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی کیونکہ اس تک پہنچنے کا راستہ آپ نے بتا دیا ہی۔“ ارشاد اور شبیر دونوں نے ہی انکل حنیف کالیا کا شکریہ ادا کیا۔

”میرے بچو! میں تو یہاں بیٹھا ہی اس لئے ہوں کہ اپنی قوم اپنی برادری اور اپنی ملت کے بچوں اور نوجوانوں کی راہ نمائی کروں انہیں سیدھا راستہ دکھائوں تاکہ میرے ملک کے مستقبل کے معمار ہر طرح سے تیار ہو جائیں اور دوسری اقوام کے شانہ بشانہ چل کر اپنا اور اپنی ملت کا نام روشن کر سکیں۔“ غرض وہ دونوں واپس چلے آئی۔ اس دن کے بعد شبیر ایک بدلے ہوئے نوجوان کے روپ میں نظر آیا۔ اب نہ وہ اداس ہوا اور نہ مایوس... بلکہ وہ ایک ایسا پر عزم نوجوان بن گیا جو اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے دن رات محنت کرتا تھا۔ اس نے اپنے ماں باپ کی محنت اور توجہ سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس کی خواہش

تھی کہ وہ جلد از جلد اپنی تعلیم مکمل کر کے اچھی ملازمت کرے اور اپنے ماں باپ کو آرام اور سکون کی زندگی بسر کرنے میں مدد کری۔

کا آخری سال تھا BCIT کیا۔ ابھی اس کا BCIT یہ شبیر کی محنت اور لگن ہی تھی کہ اس نے این ای ڈی یونیورسٹی سے d کیا اس وقت اس کی مزید ترقی ہوگئی۔ MCIT کہ اسے ملازمت کی آفر ہوگئی وہ بھی بہت پرکشش تنخواہ والی۔ جب تک اس نے آج وہی شبیر ہے جس کے والد ایک کلرک اور والدہ اسکول ٹیچر تھیں۔ آج وہ ایک غیر ملکی ادارے میں اچھی پوسٹ پر فائز ہی۔ ادارے کی جانب سے وہ کئی بار غیر ملکی دورے کرچکا ہی۔ اس نے اپنے والد کو حج بھی کرا دیا ہی۔ اس کے پاس بنگلہ گاڑی نوکر چاکر خدمت گار عمدہ زندگی سب کچھ ہی۔ وہ آج بھی انکل حنیف کالیا کا ممنون ہے جن کی بروقت راہ نمائی نے اس کی زندگی بدل ڈالی۔

****